کا سامان مہیا کرنا ہے۔ اس لئے مصرف صحیح ہوا کیا ان کی یہ تاویل صحیح ہے؟

ج۔ ان میں کوئی صورت بھی جائز نہیں ہے اور یہ تاویل بھی غلط ہے۔

نرخنامہ اشتہارات

ادارہ رضوان نے فیصلہ کیا ہے کہ دوسرے رسالوں کی طرح اب وہ بھی اشتہارات شائع کرے۔

اشتہارات

دینی یا درسی کتابوں کے ہوں۔ مجرب، مستند جینٹ دواؤں کے ہوں۔ ضروریات زندگی میں کام آنے والی یا تجارتی سامان کے ہوں۔

لیکن

ناول۔ مخرب اخلاق کتابیں۔ جاندار تصویروں والے اشتہارات کو کسی قیمت پر جگہ نہ دی جا سکے گی۔

شرح (اندرونی صفحات فی اشاعت)

پورا صفحہ	۳۵/.
آدھا صفحہ	۱۸/.
چوتھائی صفحہ	۱۰/.

مستقل اور پورے صفحات کے لئے مخصوص رعایت۔

منیجر

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

ملکیت و دیگر تفصیلات کے متعلق وزارت اطلاعات و نشریات کا مطلوبہ بیان

FORM IV

SEE RULE.8

مقام اشاعت	لکھنؤ
وقفہ اشاعت	ماہانہ
پرنٹر پبلشر ایڈیٹر پروپرائٹر	محمد ثانی حسنی
قومیت	ہندوستانی
پتہ	۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

میں (محمد ثانی حسنی) بذریعہ تحریر اطلاع کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و اعتماد کی حد تک صحیح ہیں۔

دستخط پبلشر

محمد ثانی حسنی

محمد ثانی حسنی اڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے تنویر پریس باغ گونگے نواب لکھنؤ سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا۔

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

RIZWAN

MUJAHID. 1966

مُدیر

ثانی حسنی

معاون

تسنیم

الله تسنیم

ماہنامہ رضوان

MONTHLY RIZWAN

LUCKNOW India ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

مجلس کی چند اردو مطبوعات

ہندوستانی مسلمان

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ہندوستان کی تاریخ میں مسلمانوں کا کردار، ان کے شہرۂ آفاق علمی و تعمیری کارنامے، جنگِ آزادی میں قیادت اور رہنمائی، انکے موجودہ مسائل، یہ کتاب درحقیقت سینکڑوں کتابوں کا خلاصہ ہے،

قیمت: ۳ روپیہ ۵۰ نئے پیسے

انسانی دُنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر!

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اسلام نے مسلمانوں کو پوری انسانیت کی ذمہ داری سونپی تھی، اسلام کے تنزل سے مسلمانوں کو تو نقصان پہونچنا ہی تھا لیکن اسلام کا زوال پوری دنیا کا زوال ہے، فاضل مؤلف نے اس کتاب میں دنیا کی توجہ اسی زوال کی طرف مبذول کرائی ہے

قیمت: ۴ روپے ۵۰ نئے پیسے

مقالاتِ سیرت

ڈاکٹر محمد آصف قدوائی، ایم اے، پی ایچ ڈی

فاضل مصنف نے اس کتاب میں سیرتِ محمدی کا خلاصہ اور عطر پیش کیا ہے، ساری کتاب شستہ اور شگفتہ ہے، طرز بیان سادہ اور موثر ہے، اور تعلیم یافتہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مطالعہ کے قابل، کتابت اور طباعت دیدہ زیب!

قیمت مجلد مع گردپوش ۴ روپے ۵۰ نئے پیسے

طوفان سے ساحل تک

از محمد اسد (سابق لیوپولڈ ویس)

ترجمہ محمد الحسنی (مدیر البعث الاسلامی)

اس کتاب میں مغربی زندگی کے اس طوفان کی تصویر پیش کی گئی ہے جس سے گزر کر محمد اسد صاحب قلبی و روحانی سکون کے ساحل تک پہونچے اور ایمان سے بہرہ یاب ہوئے، اس میں مغربی تہذیب کی مکمل تصویر بھی ہے اور اسلامی معاشرہ کی خصوصیات بھی!

قیمت مجلد پانچ روپیہ

مجلس تحقیقات و نشریاتِ اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

Cover Printed at National Fine Press, Lucknow.

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

رضوان

جلد نمبر ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۶۹ء مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۸ھ شمارہ نمبر ۳

ایڈیٹر

محمد ثانی حسنی

معاون

امۃ اللہ تسنیم

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

سید حسن حسنی صاحب قافلہ اسٹریٹ ۳۱۳ قاسم آباد۔ کراچی ۱۹

فی پرچہ	غیر ملکی بحری ڈاک	سالانہ چندہ
۵۰ پیسے	۱۰ شلنگ	۵ روپے

فہرست مضامین

خدا کے نام سے	اڈیٹر	۳
قرآن کے آئینہ میں	مولانا محمد منظور نعمانی	۵
حدیث کی روشنی میں	امۃ اللہ تسنیم	۷
محمد کا روضہ	امۃ اللہ تسنیم	۹
نیا خون	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۱۰
سعادت حج بیت اللہ	خالد	۱۹
آگ لگی آگ		۲۱
اللہ تعالیٰ کی رضا کے ثمرات	نفیس الدین	۲۵
ان سے بچئے	مولانا اشرف علی	۲۸
دنیا کی بے ثباتی	محترمہ خیر النساء بہتر مرحومہ	۲۹
سوال و جواب	مولانا محمد اسحٰق صاحب سندیلوی	۳۱

خدا کے نام سے

معاشرہ کے لئے سب سے خطرناک اور اتحاد و اتفاق کے لئے سب سے مضر چیز چغلخوری ہے۔ یہ ایسی لعنت ہے جو سوسائٹی کو کھوکھلا کر دیتی ہے اور جس طرح کسی کاغذ یا لکڑی میں دیمک لگ جاتی ہے اور اس کو پارہ پارہ کر دیتی ہے یہی حال اس کا بھی ہے، جس جگہ، جس معاشرہ اور ماحول میں یہ بات پیدا ہوگئی۔ تو اس سوسائٹی کا سب سے پہلا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس کے افراد کے اندر میل و محبت کی جگہ بغض و کینہ، اتحاد و اتفاق کی جگہ افتراق و منافقت، پیدا ہو جاتی ہے اور اسی وقت سے اس سوسائٹی میں گھن لگنا شروع ہو جاتا ہے۔

آج سے تیرہ سو برس پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطرناک اور تباہ کن بیماری کی نشاندہی کر دی تھی اور اس سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی تھی۔ اور اس میں مبتلا لوگوں کے لئے شدید عذاب و سزا بیان فرمائی تھی۔ جس کا اندازہ ذیل کی ایک حدیث کے مفہوم سے ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبروں پر گذر ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، ایک کو چغل خوری کے جرم میں دوسرے کو پیشاب کی احتیاط نہ کرنے میں۔

چغلخوری کی وجہ سے باہمی اتحاد و اعتماد ختم ہو جاتا ہے، دوست دوست سے متنفر ہو جاتا ہے۔ وہی دوست جو ایک دوسرے پر جان چھڑکتے تھے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ ہر شخص ایک دوسرے سے بچنے لگتا ہے کہ کہیں یہی شخص جو اس وقت میرا خیر خواہ ہے وہ دوسرے کے پاس جاکر میری چغل خوری نہ کھائے۔

احادیث میں چغل خوری کے لئے بڑی سخت سزا آئی ہے ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں چغل خور نہ داخل ہوگا۔

عام طور پر اس بیماری میں عورتیں زیادہ مبتلا رہتی ہیں۔ ادھر کی ادھر لگانا، کسی کی

جہاں بھی چند عورتیں جمع ہوئیں پھر تو اللہ و رسول کا ذکر چھوڑ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاک تذکرے سے منہ موڑ کر خدا کے نیک بندوں کے ذکر سے ہٹ کر کسی کی چغلی کسی کی غیبت ... تعزیت میں جاتی ہیں تو وہاں بھی یہی باتیں، شادی کی محفل ہو یا غمی کی۔ ______ ہم کو اس بارے میں خدا کے عذاب سے اور اس کے غضب سے ڈرنا چاہیے کہ اس نے ہم کو زبان جیسی نعمت دی تو وہ اس کے لئے نہیں کہ اس سے چغل خوری کی جائے، کسی کی غیبت کی جائے یا لگائی بجھائی کی جائے بلکہ اس نے زبان ہم کو اس لئے دی ہے کہ ہم اس سے اللہ کا ذکر کریں اور اس سے اسلام کی خدمت کریں۔ یہ ایک عظیم نعمت ہے اس نعمت کا شکر نہ ادا کرنا بلکہ اس کو خلاف شرع کاموں میں استعمال کرنا یہ کتنی بڑی ناشکری ہے ایسے مالک حقیقی کی ناشکری جس کے غصہ و عذاب سے پناہ کی کوئی صورت نہیں جس سے بچنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں جس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے

لا ملجا و لا منجا من اللہ الا الیہ۔

اچھا، چغل خوری کے فتنہ سے بچا کیسے جائے؟ اس کے ضرر کا مداوی کیا ہے؟ وہ کیا طریقہ ہے؟ وہ کیا راستہ ہے جس کے ذریعہ ہم اس کے نقصان سے بچ سکتے ہیں؟ اس کا سب سے بہترین علاج وہ علاج ہے جو قرآن مجید نے بتلایا ہے جو تیر بہدف ہے وہ یہ کہ

ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم۔

اور نہ اطاعت کرو ایسے کی جو بہت قسمیں کھاتا ہے۔ آبرو باختہ ہے (لوگوں پہ) آوازے کسا کرتا ہے اور چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔

یعنی آپ ایسے لوگوں کی بات ایک کان سے سنیں اور دوسرے کان سے اڑا دیں ان کی ان باتوں کا کوئی اثر نہ لیں۔ اور ان پر کان ہی نہ دھریں۔

اللہ ہم کو اور آپ کو اس قبیح اور خدا کا عذاب لانے والی اور معاشرہ کو کھوکھلا کر دینے اور سوسائٹی کو تباہ کر دینے والی عادت سے محفوظ رکھے اور اپنے نیک بندوں کے راستہ پر چلائے۔

آمین

قرآن کے آئینہ میں

مولانا محمد منظور نعمانی

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِیَّاہُ

(بنی اسرائیل)

(ترجمہ) اور تمہارے پروردگار کا قطعی حکم ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

ایک دوسری جگہ حکم ہے:

اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا

(النساء ع ۶)

ترجمہ: بس اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

تشریح: چونکہ اللہ کے سوا جن ہستیوں اور جن فرضی معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے وہ اس غلط فہمی کی وجہ سے کی جاتی ہے کہ یہ ہستیاں بناؤ بگاڑ اور نفع و نقصان کا کچھ اختیار رکھتی ہیں۔ اس لئے قرآن مجید نے بہت سے مقامات پر اس صراحت کے ساتھ شرک فی العبادۃ سے روکا ہے کہ کہ تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں۔ نہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے

قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا و لا نفعا واللہ ھو السمیع العلیم

(مائدہ ع ۱۰)

ترجمہ: اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کیا تم اللہ کے سوا ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہو جن کے قبضہ میں تمہارا نفع نقصان کچھ بھی نہیں اور اللہ سب سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے لہذا تمہیں اس کی پکڑ اور اس کے عذاب سے بے خوف نہیں رہنا چاہیئے۔)

ایک دوسری جگہ ان ہی مشرکین کے متعلق ارشاد ہے۔

ویعبدون من دون اللہ ما لا یملک لھم رزقا من السموٰت والارض شیئا و لا یستطیعون۔

(نحل ع ۱۰)

(ترجمہ) اللہ کے سوا اُن ہستیوں کی یہ عبادت کرتے ہیں جنہیں آسمان و زمین سے رزق دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں۔ اور نہ ان کو کچھ قدرت ہے۔

تشریح: قرآن مجید یہ بھی بیان کرتا ہے

قومیں اور امتیں شرک میں مبتلا ہوئیں اور انھوں نے اللہ کے سوا کسی اور کو بھی اپنا معبود بنایا۔ اُن کے نبیوں اور ان میں آنے والے اللہ کے سچے ہادیوں نے ان کو ہرگز اس شرک کی تعلیم نہیں دی تھی بلکہ خالص توحید ہی تلقین کی تھی۔

ارشاد ہے "وما امروا الا لیعبدوا الٰھا واحدًا لا الٰہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون۔" (توبہ ع ۴)

(ترجمہ) انھیں (اگلے پیغمبروں اور اگلی کتابوں کے ذریعہ) جو حکم دیا گیا وہ اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ صرف ایک معبود حق کی عبادت اور بندگی کریں۔ اس کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں۔ وہ پاک ہے۔ ان کے شرک سے

عورت کیا کچھ کر سکتی ہے

تاریخی شہادتوں کے ساتھ صحابی عورتوں کے وہ شاندار کارنامے جن کے واقعات وقصص آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے ایمان وروح تازہ ہو جاتے ہیں۔ اور دل سوز وگداز سے بھر جاتا ہے۔ انداز بیان اس قدر عمدہ ہے کہ بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ ایک بار آپ بھی مطالعہ کریں۔ قیمت ۱/۵۰ (علاوہ محصول)

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

حدیث کی روشنی میں

امۃ اللہ تسنیم

مصور کی سزا

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ تصویریں بناتے ہیں ان پر قیامت میں عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ ان تصویروں میں جان ڈالو۔

(بخاری ومسلم)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ مصور آگ میں ڈالا جائے گا اور جتنی تصویریں اس نے بنائی ہیں۔ ان سب میں جان ڈال دی جائے گی وہ اس پر عذاب کریں گی۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اگر تصویریں بنانا ضروری سمجھو تو بے جان چیزوں کی تصویریں بناؤ جیسے درخت وغیرہ۔

(بخاری ومسلم)

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ قیامت میں اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ سخت ترین عذاب کے لائق مصور ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

جس گھر میں کتا یا تصویر ہو وہاں فرشتے نہیں آتے۔

حضرت ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جس گھر میں کتے اور تصویریں ہوں وہاں فرشتے نہیں آتے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کا وعدہ کیا۔ اور نہ آئے۔ حضور کو بڑی تکلیف ہوئی، باہر تشریف لے گئے تو حضرت جبرئیل آپ سے ملے آپ نے ان سے نہ آنے کی شکایت کی۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا ہم اس گھر میں نہیں جاتے جہاں کتے اور تصویریں ہوں۔

(بخاری)

نگرانی کے لئے کتا پالنا:-

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلعم

نے فرمایا کھیت اور مویشی کی نگرانی کے لئے
اور شکار کے لئے کتا پال سکتا ہے۔
اس کے علاوہ اگر کسی اور نیت سے پالے گا
تو ہر روز اس کی دو قیراط (ایک وزن
کا نام ہے) نیکیاں کم ہوتی جائیں گی۔
(بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ایک قیراط ہے۔

جدا ہونے کے بعد پھر سلام:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص اپنے بھائی سے ملے اس کو سلام کرے
اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو پھر وہ
اس سے ملے تو اس کو سلام کرے۔

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کا بیان:-

آیت شریفہ: فاذا دخلتم بیوتا فسلموا
علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبارکۃ طیبۃ
(نور ع ۹)

جب اپنے گھروں میں جانے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو
یہ دعائے خیر اللہ کی طرف سے برکت والی اور عمدہ ہے۔

اپنے گھر میں جاتے وقت سلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے بیٹے جب تم
اپنے گھر جایا کرو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو تو تم پر
اور تمہارے گھر والوں پر برکت ہوگی۔

(ترمذی)

حسن معاشرت

عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک مفید ترین کتاب

از محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر والدہ محترم سید ابو الحسن علی ندوی

مسلمان لڑکیوں کی زندگی کو کامیابی کی راہ پر ڈالنے والی کتاب جس میں دینی ہدایات کے
ساتھ میکے سے سسرال تک کے جملہ امور خانہ داری، سلیقہ شعاری اور رہن سہن و تعلقات کی استواری کے ڈھنگ
بتلائے گئے ہیں۔ ہر گھر میں رکھنا اور پڑھنا ضروری ہے۔ قیمت ۷۵/-

ملنے کا پتہ:- **مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ**

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ قریب آگیا ہے

امۃ اللہ تسنیم

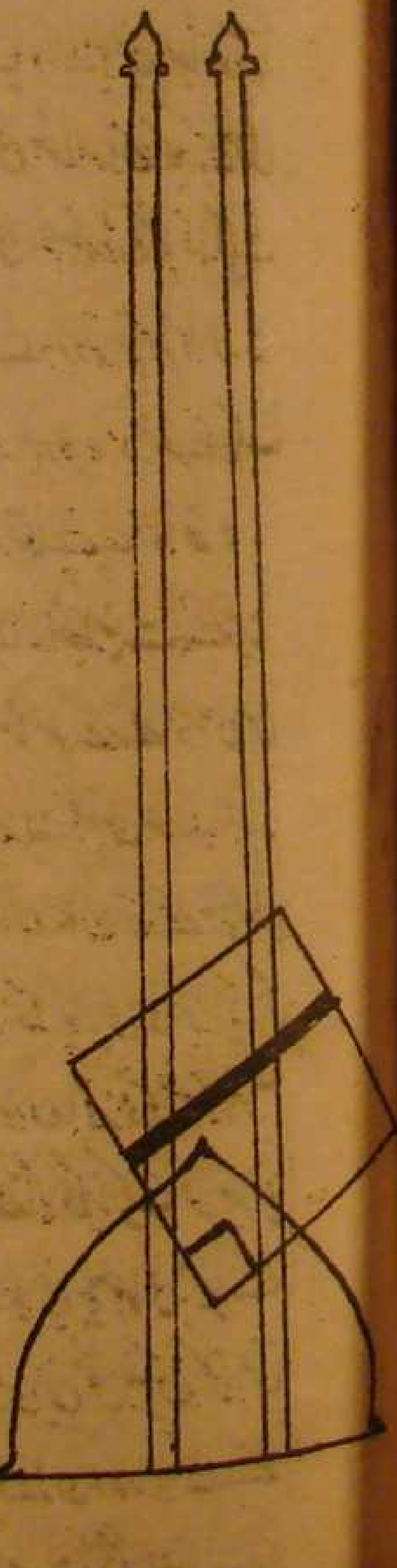

درود اب پڑھو زائرین حرم تم، قریب اب دیارِ حبیب آگیا ہے
سلامی کرو با ادب پیش خدمت، محمد کا روضہ قریب آگیا ہے
نگاہوں سے کہدو نگاہیں جھکا دیں، مناظر ہے گلیوں کے ہوں لطف اندوز
زیارت کے متوالو! اب آنکھ کھولو کہ وہ سبز گنبد قریب آگیا ہے
محمد کے شیدائی آنکھیں بچھا دو کہ آنکھیں بچھانے کا موقع یہی ہے
چلو سر کے بل اس مقدس زمیں پر کہ وہ پاک طیبہ قریب آگیا ہے
مدینہ کی گلیوں میں تھا شور ہر سو کہ تشریف لائے ہیں خیر البشر اب
کریں شکر اللہ کا کس طرح ہم کہ ہم میں خدا کا حبیب آگیا ہے
چمک اٹھا طیبہ کا ہر ایک ذرہ گویا چاند تارے اتر آئے یاں پر
زبانوں پہ سب کے یہی تھا ترانہ وہ محبوب رب مجیب آگیا ہے
رہے دور کوسوں ہی عقل و خرد سے نہ سمجھے حقیقت ہے کیا زندگی کی
خدا کے نبی دین لے کر جو آئے نگاہوں میں نقشہ عجیب آگیا ہے
پکار اٹھا تاریک طبقہ، دلوں کی کثافت ہوئی دور، روشن ہوا دل
کہ امراض باطن کی اصلاح کرنے خدا کی طرف سے طبیب آگیا ہے
سنو حاجیو! جب حرم میں پہنچنا، تو اک کام للہ تم یہ بھی کرنا
سلام محبت مرا پیش کرنا کہ قسمت سے موقع نصیب آگیا ہے
جو میدان عرفات میں تم پہنچنا تو نیا و دیں کی دعا حق سے کرنا
اور اپنی دعا میں ہمیں یاد رکھنا کہ حج کا فریضہ قریب آگیا ہے
مقدر سے تسنیم پہنچے وہاں پر تو سمجھوں کہ دولت ملی دو جہاں کی
ہوئی بارور آج قسمت ہماری ترقی پہ اپنا نصیب آگیا ہے

نیا خون

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

کوئی جسم اس وقت تک تندرست و توانا نہیں رہ سکتا جب تک اس میں نئے اور صاف خون کی تولید نہ ہوتی رہتی ہو۔ کوئی درخت اس وقت تک شاداب نہیں رہ سکتا جب تک اس میں نئی نئی پتیاں اور کونپلیں نہ نکلتی رہتی ہوں، امت مسلمہ بھی ایک جسم ہے جس کو ہر دور میں نئے خون کی ضرورت ہے اس درخت کو بھی ہر موسم میں ہری بھری شاخوں اور نئی نئی پتیوں کی ضرورت ہے۔

امت مسلمہ کا سدابہار درخت ہمیشہ نئی نئی پتیاں اور ہری بھری ڈالیں پیدا کرتا رہا ہے اور لباس بدلتا رہا۔ دماغی صلاحیتوں، سماجی قوت و نشاط خاندانی و نسلی جوہر و صفات، آبائی شرافت، فطری مردانگی و شجاعت کے بڑے بڑے ذخیرے جو اپنی اپنی جگہ صدیوں سے جمع ہو رہے تھے اور حقیر حقیر چیزوں اور پست مقاصد میں ضائع ہو رہے تھے اسلام کے ذریعہ اس امت کی طرف منتقل ہوتے رہے اور اسلام کے کام آتے رہے۔ باغ باغ کے پھول، اور چمن چمن کے شگوفے اس امت کے گلدستہ میں نظر آتے ہیں۔ اور اپنی بہار دکھاتے ہیں، کوئی ایران کا ہے، کوئی خراسان کا ہے کوئی بدخشان کا، کوئی مصر کا ہے کوئی اصفہان کا ہر ایک اپنا خاص رنگ اور اپنے ملک اور قوم کا اور اپنی نسل و خاندان کا اصلی جوہر جو دوسرے ملک و قوم میں نایاب و کمیاب تھا اپنے ساتھ لایا۔ اور اسلام کی نذر کیا۔ اس طرح انسانیت کے چمن کے بہترین پھول اور پھل اسلام کے لئے ڈالی میں لگ کر آئے۔ اب اسلام صرف نسل عرب اور ان میں سے بھی تنہا خاندان بنی عدنان کے موروثی صفات و کمالات کا مالک نہ تھا بلکہ پوری دنیا کی دماغی صلاحیتوں فطری شرافتوں اور قومی خصوصیات کا سرمایہ رکھتا تھا، اس لئے کوئی ایک قوم یا نسل خواہ وہ کتنی فائق ہو دماغی اجتماعی حیثیت سے اس کے ساتھ ایک ترازو میں تُل نہیں سکتی تھی اس کے اندر ساری قوموں کا وزن اور اس کے جسم میں دنیا کی تمام نسلوں کا ست آ گیا تھا۔ وہ

انسانیت کا جوہر تھا اور نوع انسانی کی طاقتوں کا سب سے بڑا خزانہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نسل و قومیت کے پرستاروں اور اپنی قوم کو خدا کی منتخب قوم سمجھنے والوں کے بالکل برخلاف۔ اس حقیقت کا اعلان فرمایا کہ خدا کی بخششیں اور جسم و دماغ عقل و ادراک، فہم و فراست، شرافت و نجابت اور جوانمردی و شجاعت کے فطری عطیے کسی قوم و نسل کے ساتھ مخصوص نہیں۔ فطرت کا یہ سرمایہ نوع انسانی میں بہت پھیلا ہوا ہے۔ ذہانت و ذکاوت مروت و شرافت، فتوحات و شجاعت، خدا کی مخلوق میں پوری فیاضی سے تقسیم ہوئی ہے اس پر کسی ایک قوم یا خاندان کا اجارہ نہیں۔ جسطرح سونے چاندی کی کانیں دنیا کے بہت سے ملکوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ انسان کے بس کی بات نہیں کہ ان کو اپنے محبوب وطن اور اپنے مقدس ملک کے ساتھ مخصوص کر دیں۔ اسی طرح جوہر انسانیت کی کانیں اور انسانی صفات و کمالات کے دفینے بہت سے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ الناس معادن کمعادن الذھب والفضۃ' انسان بھی اعلیٰ صفات اور قابلیتوں کی کانیں ہیں۔ جیسے سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ ویسا ہی قدیم جو ہزاروں برس سے چلی آ رہی ہیں، ویسی ہی فطری جس میں انسان کی صنعت کو دخل نہیں، ویسی ہی بھرپور اور بیش قیمت جو پورے پورے ملک اور قوم کو مالا مال کر دیں ویسی ہی عمومی جو ملکی اور جغرافیائی تقسیموں اور انسانی حدبندیوں سے بے نیاز ہیں۔ ویسی ہی مخفی جو بغیر خدمت و محنت اور تہذیب و تنظیم کے مٹی میں ملی ہوئی ہیں ویسی ہی کھری اور اصلی، اپنی قیمت اپنے ساتھ رکھنے والی جو ہر بازار اور ہر صرافہ میں موتیوں کے تول تلیں اور سونے کے مول بکیں۔ اس میں نہ عقیدہ کا اختلاف حارج ہے نہ مذہب و ملت کا فرق۔ سونا سونا ہے اگرچہ کافر کے ہاتھ میں ہے یا مومن کے ہاتھ میں ہیرے کے دام ایک ہیں۔ اگرچہ جوہری میلا کچیلا اور بداخلاق ہے یا صاف ستھرا اور مہذب، گوہر شب چراغ بڑھیا کے جھونپڑے اور بادشاہ کے محل دونوں کو روشن کر سکتا ہے۔ فخیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام جو جاہلیت میں اپنے ذہن و ذکاوت اور فہم و فراست میں ممتاز تھا وہ اسلام میں بھی ان چیزوں میں ممتاز رہے گا جو جاہلیت میں حمیت و غیرت اور قوت و شجاعت میں امتیاز رکھتا تھا اسلام میں بھی ان کمالات میں ممتاز رہے گا اور میدان جہاد میں وہ سروں سے سبقت لے جائے گا البتہ اس کی ضرورت ہے کہ جاہلیت کی ان صفات میں اسلام توازن و اعتدال اور نظم و تہذیب پیدا کر دے، سونا بہرحال سونا ہے لیکن بازار میں جانے سے پہلے ضرورت ہے کہ اس کو مٹی سے صاف کر کے اور کندن کو اور چمکا کر اس کو زیور بنانے کے کام کا بنا دیا جائے فخیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا فی الدین جو ان میں سے جاہلیت میں سب سے بہترین تھے اسلام میں بھی سب سے بہتر رہیں گے بشرطیکہ انھیں

دین میں درجۂ فقاہت (جس کا لازمی نتیجہ اعتدال و تہذیب و اشیاء کا صحیح تناسب معلوم ہوتا ہے) حاصل ہو جائے۔

اسلام کی ابتدائی تاریخ اس حکمت نبوی کی پوری تصدیق کرتی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام سے پہلے بھی سچائی، نرم دلی، معاملہ فہمی اور اپنی سلامت روی میں ممتاز تھے۔ اسلام نے ان اوصاف کو اور چمکایا اور ان کو صدیق بنا دیا۔ آنکھوں میں نمی اور دل میں محبت کی گرمی پہلے سے موجود تھی، رسول اللہ کی محبوبیت نے اسی محبت کو ٹھکانے لگا دیا پروانہ حیران تھا۔ اور اس کو اپنی حیرانی کی خود خبر نہ تھی شمع نے ان کو نثار ہونا اور جلنا سکھا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دلیر تھے، بیباک تھے۔ طبیعت کے جری اور ارادہ کے قوی تھے۔ پورے مکہ کو اس کا علم تھا۔ لیکن اس شجاعت و دلیری کو کوئی بڑا میدان نہیں ملتا تھا۔ اسلام کو ایک دلیر کی ضرورت تھی جو کفار کے بیچ میں اللہ کی یکتائی اور رسول اللہ کی رسالت کا اعلان کرے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی فطری دلیری کو ایک شایان شان میدان کی ضرورت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی اور اللہ کی توفیق نے ان دونوں میں رشتہ قائم کر دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ اسلام میں آئے تھے تو اپنی شجاعت و دلیری اپنے ساتھ لائے تھے۔ اسلام نے کا اعتراف کیا رسول اللہ نے اس کی قدر کی اور اس کو اپنی اصلی جگہ سے لگا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ٹھیک جگہ پر صرف کر کے روم و ایران کی شہنشاہیوں کو اسلام کے قدموں پر جھکا دیا۔ وہ جاہلیت میں شجاع و دلیر تھے۔ اسلام میں بھی شجاع و دلیر تھے اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔ خیارھم فی الجاھلیة خیارھم فی الاسلام

اسی بنا پر جب فتنۂ ارتداد کے موقع پر انھوں نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنے میں احتیاط کا مشورہ دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اجبار فی الجاھلیة خوار فی الاسلام جاہلیت میں اتنے زور دار تھے اسلام میں اتنے کمزور ہو لیکن یہ ایک عارضی صورت تھی وہ فطرت کی نمود نہ تھے۔ تربیت و احتیاط کی نمود تھی بہت جلد عمر رضی اللہ عنہ اپنی فطرت اصلی پر آ گئے اور پھر کسی نے ان میں کمزوری نہ دیکھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فطری سپہ سالار تھے اور جنگ کے فن میں مجتہدانہ درجہ رکھتے تھے ان کی قائدانہ قابلیت حاضر دماغی اور سوجھ بوجھ ہر جگہ اپنا کام کرتی تھی۔ میدان احد میں ان کی موقع شناسی اور ذہانت نے میدان جنگ میں نقشہ بدل دیا۔ وہ اسلام میں آئے تو اپنی جنگی قابلیتوں، فطری مناسبتوں اور میدانی تجربوں کو لے کر آئے اسلام نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ کا خطاب دیکر ان کے اس کمال کا رتبہ بلند کیا۔ اور اسلام نے قریش کے مقامی قائد کو دنیا کی سب سے بڑی فاتح سپاہ کا قائد اور یرموک کا فاتح بنا دیا۔ عکرمہ بن ابی جہل کو عربی نخوت خون میں اور ضد و انکار ناموریاب کی میراث میں ملا تھا۔ پہلے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے مقابلہ میں صرف ہوتا تھا۔ جب زندگی کا رخ بدلا تو اس کا میدان بھی بدل گیا۔ یرموک کے

میدان میں جب بڑے بڑے شیروں کے پاؤں اکھڑنے لگے اور دشمن کا ریلا آیا تو انھوں نے للکار کر کہا کہ عقل کے دشمنو۔! میں تو وہ ہوں جو اس وقت تک رسول کے مقابلہ سے پیچھے نہیں ہٹا جب تک حق سمجھ میں نہیں آیا۔ کیا اب اسلام کے بعد تمہارے مقابلہ سے منہ موڑوں گا۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور جان دیدی۔ جاہلیت کا اڑ جانے والا اور پہاڑ کی طرح جم جانے والا انسان نئے حریف کے مقابلہ میں بھی پہاڑ کی طرح جما رہا۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن سلام تعلیم یافتہ قوموں کے افراد تھے جو علمی و کتابی باتوں اور اصطلاحات سے آشنا تھے۔ جب اسلام میں آئے تو اسی علمی مناسبت کے ساتھ آئے اور دین کے بہت سے علمی حصوں کے سمجھنے میں ان کو دوسروں سے زیادہ آسانی ہوئی، یہ ہزاروں مثالوں میں سے فطری صلاحیتوں کے تسلسل و تاثیر کی چند مثالیں ہیں۔

بعثت کے وقت ایران و روم مصر و ہندوستان اپنے خاص ذہنی و نسلی امتیازات رکھتے تھے۔ کفر و شرک کے یہ معنی نہیں کہ یہ شاداب و مردم خیز ملک ہر صلاحیت سے محروم اور ہر کمال سے تہی دامن تھے۔ ایران نظم و نسق کی قابلیت اور تجربے میں امتیاز رکھتا تھا۔ فنون لطیفہ کی ترقی نے اس میں ایک نزاکت اور لطافت پیدا کر دی تھی۔ ایرانی عالموں اور مصنفوں اور نوشیروان عادل کی علمی سرپرستی اور تراجم نے اس میں علمی مذاق پیدا کر دیا تھا۔ ساسانیوں کی طویل سلطنت نے اس کو ملکی تنظیم زمینوں کے بندوبست اور مالیات کا تجربہ بخشا تھا۔ بازنطینی جو یونان و روم دونوں کے علمی و تہذیبی و سیاسی ترکے کے وارث تھے علمی انداز فکر ترتیب ذہن اور عسکری زندگی میں ممتاز تھے مصری کاشتکار اور تجارت کا وسیع تجربہ رکھتے تھے اور ان میں مذہبی شغف اور اس کے لئے قربانی کا ایسا جذبہ تھا کہ انھوں نے رومی سلطنت کے بزنطینی مذہب اور اس کے جبر و استبداد کا برسوں مقابلہ کیا تھا

ہندوستانی اپنی حسابی قابلیت مالی انتظام اور وفاداری میں ممتاز تھے مسلمانوں نے اُن کے امتیازات و کمالات کو اسلام کے راستہ سے اپنے کام میں لگایا۔ ایرانی و رومی نو مسلموں نے یا نو مسلم خاندانوں کے فرزندوں نے اپنی ذہانت سے علم کی ترقی اور فقہ کی تدوین میں حصہ لیا۔ سلطنت میں دفتری نظم و نسق قائم کرنے اور مالیات کے شعبوں کے بندوبست کے بندوبست میں مدد دی اور تجربہ کار منتظم فراہم کئے۔ مصریوں نے زمینوں کی کاشت کی اور تجارت و صنعت کو فروغ دیا۔ ہندوستان نے بصرہ و بغداد کو امانت دار اور تجربہ کار محاسب خازن اور منیب دیئے۔ تیسری صدی کے نصف میں جاحظ نے لکھا ہے کہ عراق کے بڑے بڑے شہروں میں بڑے تاجروں اور دولت مندوں کے منشی اور منیب عموماً سندھی ہیں۔ اس طرح ان قوموں کی قابلیتوں اور تجربے اسلام کی طرف منتقل ہو کر اسلام کی قوت اور مسلمانوں کی اعانت کا سبب بنے اگر عرب اپنی قوم میں ان فنون کو پیدا کرنے کے

در پے ہوتے اور اس کا انتظام کرتے اور اسلام کے لئے ایسے تیار شدہ آدمی فراہم نہ کر دیتا تو اس میں بڑا وقت لگتا اور پھر بھی اس میں شبہ ہے کہ ان کو ایسے کامل الفن اتنی جلد ہاتھ لگتے۔

اسلام کا پیغام ایک ابدی پیغام ہے جو کسی نسل و قوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ قومیں اور نسلیں اس کے لئے لباس کی حیثیت رکھتی ہیں جب ایک لباس بوسیدہ اور ناکارہ ہو جاتا ہے تو وہ ایک نیا ملبوس تہذیب بدن کر لیتا ہے۔ دنیا کی کوئی قوم، کوئی نسل اور کوئی خاندان ایسا نہیں جس میں نمو اور شادابی ہمیشہ رہے اور جس کی زندگی و توانائی یکساں طور پر قائم رہے۔ قوموں اور نسلوں کی بھی ایک عمر طبعی ہوتی ہے ان کی جوانی اور بڑھاپا ہے اشخاص کی طرح قوموں اور سلطنتوں کا بڑھاپا دور نہیں ہوتا لیکن کبھی بعض نامعلوم اسباب کی بنا پر کسی قوم اور نسل میں اضمحلال اور تھکان کے آثار وقت سے پہلے نمودار ہو جاتے ہیں۔ اس کی زندگی کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں۔ نئے خون کی آمد بند ہو جاتی ہے اور اس کی ہر چیز سے بوسیدگی اور کمزوری ٹپکتی ہے۔ حالات کے مقابلہ کی قوت حق کے راستہ میں جہاد و قربانی کی ہمت، باہمی اتحاد و الفت اور دشمن کے خلاف جوش و حمیت اور اس کی طبعی عداوت و نفرت جو زندگی کی علامتیں ہیں مفقود ہو جاتی ہیں۔ اس وقت وہ کسی ایسے کام اور پیغام کے لائق نہیں رہتی جو ہمت اور عزیمت اور قلبی روحانی اور ذہنی قوت کا طالب ہے۔

اسلام کو ابتدائی زمانہ سے جب کبھی ایسی صورت حال سے سابقہ پڑا اور اسلام کے علمبرداروں میں جب ناکارگی اور میدان سے فرار کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں تو اللہ تعالےٰ نے اس کی خدمت کے لئے ایک تازہ دم جواں ہمت قوم کو آمادہ کر دیا جس نے اس کا گرتا ہوا علم سنبھال لیا۔ اس قوم یا جماعت میں ایمانی زندگی کی سب علامتیں پائی جاتی تھیں۔ یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم۔ اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے، اہل ایمان کے حق میں نرم کافروں پر سخت ہیں اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرتے۔ یہ درحقیقت لباس کی تبدیلی تھی عالمگیر اور زندہ جاوید اسلام اس کے لئے مجبور نہیں ہے کہ وہ ایک بوسیدہ اور ناکارہ لباس ہی میں ملبوس رہے اور چیتھڑے ہی بدن پر لگائے رہے ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین (مسلم) اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور بہت سوں کو (جو اسکو چھوڑ دیں) گراتا ہے۔

جب اسلام کے ابتدائی حاملین عربوں میں ضعف و اضمحلال پیدا ہوا۔ اسلام سے بے تعلقی اور جہاد و سرفروشی میں انحطاط اور دنیا میں انہماک ظاہر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی خدمت اور اسلام کا علم جہاد بلند کرنے کے لئے عجمی نسلوں کے افراد اور جدید الاسلام خاندانوں کے فرزندوں کو تیار کر دیا۔ جو اسلامی حمیت جذبہ جہاد، شوق شہادت اور رسول صلعم

کے ساتھ اپنے عشق میں صحیح النسب سادات و شیوخ سے بڑھے ہوئے تھے۔ جب یورپ کے مسیحی حملہ آوروں کی یلغار ہوئی اور فلسطین و شام اور عربی ممالک بالعموم خطرے میں پڑ گئے۔ گستاخ اور شوخ نگاہیں حرم نبوی کی طرف بھی اٹھیں۔ اور بیباک اور ناپاک زبانوں نے گستاخانہ کلمات نکالے تو اسلام کی عزت بچانے اور ناموس رسول کی حفاظت کے لئے جو جوان مرد میدان میں آئے ان سے ایک زنگی تھا اور ایک کرد (روحی فداہما) سلطان نور الدین شہید اور سلطان صلاح الدین ایوبی نے نہ صرف اسلام کی عزت بچالی بلکہ یورپ پر اسلام کی دھاک بٹھا دی گستاخ پرنس کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ سلطان نے ایمان و عشق میں ڈوبے ہوئے جو کلمات کہے الیوم انتصر لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم) آج میں اپنے ہاتھوں سے رسول اللہؐ کا انتقام لیتا ہوں) وہ ایک بڑے سے بڑے ہاشمی، صدیقی، فاروقی کے لئے بھی طرۂ افتخار اور وسیلۂ نجات ہیں۔ آج کون ہاشمی ہے جو اس کرد پر سو جان سے قربان ہو جس نے بارگاہ رسالت کی شان میں بے ادبی کرنے والے کو عشق و محبت میں مخمور ہو کر بھرپور ہاتھ سے قتل کیا۔ کون ہے جو اپنے ایمان کو اس کرد کے ایمان کے ساتھ تلوانے کے لئے تیار ہو جس کے بزرگ چند ہی پشت اوپر کردستان کی جہالت و ظلمت میں گم ہو جاتے ہیں اور پھر ان کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ پھر جب عباسیوں کو اپنے عیش و عشرت سے فرصت نہ ہوئی تو اسلام کی شوکت و عظمت کے لئے سلجوقیوں کو تیار کر دیا گیا جنہوں نے ایک صدی کے قریب میں علم جہاد بلند رکھا۔ اور نظامیہ بغداد اور مدرسہ نیشاپور کے ذریعہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے دریا بہائے پھر جب عباسیوں کے درخت اقبال کو گھن کھا گیا اور تاتاری حملہ نے اس کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔ تو جنہوں نے رسول اللہؐ کے چچا کے فرزندوں کا خون بہایا تھا۔ وہ اس کے غلاموں کی صف میں داخل ہو گئے یہ سب اسلام کے سدا بہار درخت کی نئی پتیاں اور شگوفے تھے جنہوں نے اس کی سرسبزی قائم رکھی پھر جب مشرق کی تمام پرانی مسلمان قوموں پر عالمگیر اضمحلال طاری ہو گیا اور زندگی کی کوئی چنگاری کہیں باقی نہ رہی تو اللہ تعالےٰ نے مغرب میں اسلام کا ایک شعلہ جوالہ پیدا کیا جس نے صدیوں یورپ کی مرضی کے بالکل خلاف اسلام کا علم بلند رکھا یہ عثمانی حضرت عثمانؓ کی اولاد میں نہ تھے مگر قرآن کی خدمت و اشاعت و فتوحات کی وسعت میں ان کو حضرت عثمانؓ سے روحانی نسبت ہے۔

نومسلم قوموں اور نومسلم خاندانوں اور لاکھوں کی تعداد میں ان نومسلم افراد کو کہاں تک گنایا جا سکتا ہے جنہوں نے امت مسلمہ کے جسم میں صالح اور طاقتور خون پہنچایا۔ جنہوں نے اپنی فطری صلاحیت و نسلی ذکاوت اور قومی شجاعت سے مسلمانوں میں کبھی اجتہاد اور کبھی جہاد کی روح پھونکی۔ اسلامی کتبخانہ میں گراں قدر اضافہ کئے۔ فکر و نظر کی نئی نئی راہیں نکالیں۔ قرآن مجید

کی تفسیریں لکھیں۔ حدیث کی شرحیں کیں، فقہ کے مجموعے مرتب کئے۔ یہ نیشاپوری اور ابو السعود ترکی کون ہیں جن کی تفسیریں حلقہ درس کی زینت ہیں یہ بیضاوی کے محشی شیخ زادہ اور سیالکوٹی کون ہیں؟ یہ حدیث کے خادموں میں زیلعی کس نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ فقہ کا طالب علم مرغینانی صاحب ہدایہ اور تاتار خانی صاحب فتاوی کو کیسے بھول سکتا ہے۔ یہ سب کیا تھا اسلام کی علمی و ذہنی فتوحات اور امت مسلمہ کے جسم میں نئے اور تازہ خون کی تولید۔

آخر آخر دور تک اسلام کی فتح و تسخیر کا کام جاری رہا اور اس خزانے میں نئے نئے سکوں کی آمد ہوتی رہی ہمارے ملک ہندوستان میں جہاں اسلام کی تبلیغ اور تاخیر عرصہ دراز سے بہت کمزور ہے اسلام خود ہی بہت سے چنیدہ جاگتے اشخاص، روشن دماغ اور گرم دل بلند نظر افراد کو کھینچتا رہا اور اپنی محبت سے گھائل کرتا رہا جن کی نظیر افسردہ پژمردہ کم نگاہ و بے یقین مسلمانوں میں نہیں ملتی۔ انھوں نے مسلمانوں میں زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ ان میں اسلام کی صداقت پر تازہ یقین پیدا کر دیا۔ دماغوں کو اپنے علم سے روشن اور دلوں کو اپنے عشق کی حرارت سے گرما دیا۔ دور کیوں جائیے کتنے خاندانی مسلمان اس عشق کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جو عشق اقبال کو رسول اللہ سے ہے اسی عشق و تعلق ہے جو اس کی زبان سے یہ شعر نکلواتا ہے۔

یا اگر مبینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفےٰ پنہاں بگیر

اور یہ اشعار اس کی زبان پر آتے ہیں ؎

در دل مسلم مقام مصطفےٰ است
آبروئے ما ز نام مصطفےٰ است

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

کبھی وجد میں آکر کہنے لگتا ہے ؎

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر بن جائیں
کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

اسی تعلق نے اس کو دانش فرنگ سے مسحور ہونے سے بچایا ؎

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ آخر زمانہ میں یہ حال ہو گیا تھا کہ مدینہ کا کسی نے نام لیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کتنے قریشی و ہاشمی اس برہمن زادے کے ذات نبوی سے عشق و تعلق میں ہمسری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

پھر اسلام کی صداقت اور رسول اللہ ﷺ کی امامت پر ایسا غیر متزلزل یقین ہے کہ بجا طور پر

ایک فلسفہ زدہ سید زادہ کو خطاب کر کے کہتا ہے ؎

میں اصل کا خاص سومناتی
آبا مرے لاتی و مناتی
تو سیّد ہاشمی کی اولاد
میری کف خاک برہمن زاد
ہے فلسفہ میرے آب و گل میں
پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں
اقبال اگرچہ بے ہنر ہے
اس کی رگ رگ سے باخبر ہے

دین مسلک زندگی کی تقویم
دین سر محمد و ابراہیم
دل در سخن محمدی بند
اے پور علی، ز بو علی چند
چوں دیدۂ راہ بیں نہ داری
قائد قرشی بہ از بخاری!

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ سپرو خاندان کے ایک کشمیری برہمن زادہ کا کلام ہے اور کیا آج سادات و شیوخ کے نجیب الطرفین خاندانوں میں جن کے پاس اپنے خاندانی شجرے ہیں یہ یقین اور ایمان پایا جاتا ہے؟ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

پھر اسلام کی حمیت و غیرت میں روح اسلام کی ترجمانی میں وقت کے فتنوں اور جاہلیت فرنگ کی تشخیص اور قومیت و وطنیت سے نفرت اور تردید میں کتنے اصحاب علم و صلاح اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟

ادھر پچھلے برسوں میں چند کتابیں صحیح اسلامی فکر اور غیر مرغوب طرز تحریر و استدلال کا نمونہ پیش کرتی ہیں اور اسلام کی کامیاب ترجمانی کا فرض انجام دیتی ہیں۔ ان میں آسٹریا کے ایک یہودی النسل جرمن نومسلم محمد اسد کی انگریزی کتاب Islam at the cross roads بھی ہے۔ یہ سب اسلام کی تازہ علمی و ذہنی و اخلاقی فتوحات ہیں جو ہم کو مستقبل کی طرف سے ناامید ہونے سے باز رکھتی ہیں۔

لیکن عام طور پر مسلمانوں نے فتح و تسخیر کے ان میدانوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں ہیں جہاں سے ان کو ہمیشہ زندگی کا ابلتا اور جوش مارتا ہوا خون تازہ دم دماغ، درد مند و پر سوز دل اور متحرک اور پرجوش جسم ملتے رہے۔ مسلمان روز بروز میدانوں سے مایوس ہوتے جا رہے ہیں اور قدیم مسلمانوں کے سوا کسی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کا راس المال اور اصل پونجی یہی ہے کہ اس کو کسی حال میں تلف نہیں ہونے دینا چاہیے لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ جس سرمایہ میں اضافہ اور جس پونجی میں نئی آمد نہ ہو وہ ایک دن ختم ہو جائے گی۔ ہمیں اس سرمایہ میں اضافہ اور نئی آمدنی کے اسباب و وسائل پر غور ضرور کرتے رہنا چاہیے۔ پرانے خاندانوں اور نسلوں میں افسردگی اور بوسیدگی اور اسلام کی دوبارہ ترقی اور عروج سے ناامیدی بڑھتی جا رہی ہے۔ اعصاب ٹھٹھرے جا رہے ہیں۔ اعضاء مضمحل ہو رہے ہیں۔ قلب روز بروز ضعیف اور دماغ مفلوج ہو رہا ہے، کوئی دینی پیام کوئی دینی تحریک کوئی درد و اخلاص کوئی علم و حکمت کوئی شاعری و خطابت اس گروہ میں زندگی نہیں پیدا کر رہی ہے۔ جو چیزیں قوموں میں جنون کی

لہر اور موت کا عشق پیدا کر دیتی ہیں یا وہ ان مسلمانوں کو چونکانے سے بھی قاصر ہیں۔ بہت بڑی تعداد ایسی ہے جس کو دین سے اور دین کی راہوں سے، دین کی اصطلاحوں سے، دین کے انعامات سے دین کی ترغیبات سے کوئی مناسبت اور اس میں اس کے لئے کوئی کشش نہیں رہی۔ آخرت خارج از بحث چیز ہے۔ جنت و دوزخ بے معنی الفاظ ہیں اس پر دنیا طلبی زرطلبی اور زمانہ سازی کا طلسم قائم ہے۔ انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء ان کا حال ہے بہت سے لوگوں کی عملی صلاحیت محدود ہے۔ فطری طور پر اس نسلی اثرات صدیوں کے جمود و بے عملی کی وجہ سے ان کے قویٰ میں اضمحلال اور طبیعت میں حد درجہ افسردگی اور برودت ہے وہ زندگی کی کشمکش میں حصہ نہیں لے سکتے اور اسلام کیلئے قربانی اور جد و جہد سے قاصر ہیں۔ ایسی حالت میں اگر اسلام کی قسمت ان سست عناصر اقوام و افراد کے ساتھ وابستہ کر دی جائے اور ساری کوشش انہیں پر منحصر کر دی جائے تو یہ مستقبل کے لئے بڑا خطرہ ہے ضرورت ہے کہ ان قدیم الاسلام اقوام اور خاندانوں کے دین کی پوری حفاظت اور اس کے لئے انتہائی جد و جہد کے ساتھ نئے نئے میدانوں کی طرف بھی رخ کیا جائے اور اسلام کی دعوت کو وہاں تک پہونچایا جائے جس دین نے نا امیدی اور مایوسی کی حالت میں تاتاریوں اور عثمانی ترکوں کو اسلام کا علمبردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار بنایا۔ اور جو ہمیشہ دنیا کے صنم خانوں سے کعبہ کیلئے پاسبان مہیا کرتا ہو، کیا اب اپنے حریفوں میں سے حلیف اور دین فطرت، کا حلقہ بگوش نہیں بنا سکتا؟ ہم جب تک اس کی منظم اور پر جوش کوشش نہ کر لیں ہم کو مایوس ہونے اور اس کے خلاف رائے قائم کرنے کا کوئی حق نہیں۔

اسلام کو اس وقت نئے خون، نئی امنگوں نئے ولولے اور نئے جوش عمل اور جذبۂ قربانی کی ضرورت ہے۔ یہ نیا خون، نیا جوش اور جذبۂ قربانی بہت سی جگہ موجود ہے لیکن پست مقاصد اور غلط میدانوں میں صرف ہو رہا ہے جو چیز اسلام کے کام نہیں آ رہی ہے وہ صرف ضائع نہیں ہو رہی ہے بلکہ دنیا کی تباہی کا باعث ہو رہی ہے۔ اسلام کی دعوت ابھی ان گوشوں میں نہیں پہونچی، ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کو ان قوموں اور طبقوں تک پہونچا کر اسلام کی طاقت اور ایمان کی ان کیفیات، کا تماشہ دیکھیں جو ہمیں دنیا کی تاریخ میں نومسلموں کی زندگی میں وقتاً فوقتاً نظر آتی ہیں۔ ہمیں ان نومسلموں کی زندگی میں اسلام کی صداقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و امامت عالم پر اس درجہ کا یقین ذاتِ نبویؐ کے ساتھ وہ عشق و شیفتگی اور اسلام کی برتری کے لئے ایسی جد و جہد اور سرفروشی دیکھنے میں آئے گی جس کے سامنے ہم پشتینی مسلمانوں کو شرم آئے گی اور جس کی نظیر صدیوں سے دیکھنے میں نہیں آئی ہوگی۔

سعادتِ حج بیت اللہ

خالد

مچلتی ہے جبیں جس در پہ جھکنے کو وہی در ہے
جہاں کے بت کدہ میں جو خدا کا اولیں گھر ہے

عطا کر دی تڑپ اللہ نے اس در پہ جانے کی
لبِ بادی آرزو دل میں مقدر آزمانے کی

تمنا تھی ادائے فرض کا ارمان نکل پائے
کہ بیت اللہ میں پہونچیں تو دل کو کچھ قرار آئے

خبر کیا کیسے گذرے آرزوئے دید کے لمحے
وہ دل خوش کن مسرت بار و امید کے لمحے

تھے جس کے منتظر وہ ساعتِ مسعود آ پہونچی
وہ ساعت کہ رضائے خالق و معبود آ پہونچی

دیارِ پاک کا عزم سفر اور حق کے دیوانے
چلے تھے حسن گاہ شمع کی جانب یہ پروانے

مبارک ہو طوافِ خانہ کعبہ کا شرف پایا
کہ ذکر ربنا لبیک ہر سو ہر طرف پایا

سعادت سنگِ اسود چومنے کی تھی مقدر میں
سعی لکھی تھی مروہ و صفا کی بخت یاور میں

ادا کر کے فریضۂ حج کا اب رختِ سفر باندھا
تصور میں بندھا تھا حاجیوں کے گنبد خضراء

وہ روضۂ مقدس رحمتیں جس پر برستی ہیں
کہ جس کی دید کو عشاق کی آنکھیں ترستی ہیں

ادب گاہ جہاں کا روبرو جب وہ مقام آیا
عقیدت سے لبوں پر الصلوٰۃ والسلام آیا

جھکی آنکھیں ادب سے اشک ایسے نکلے مسرت کے
کہ ساری زیست سے افضل تھے وہ لمحے سعادت کے

شفیع المذنبینؐ سے کیں نیاز و راز کی باتیں
دلِ بیتاب نے کیں ان سے سوز و ساز کی باتیں

اجازت واپسی کی لی سراپا انکساری سے
جدا ہونا پڑا آخر درِ محبوبِ باری سے

دیارِ پاک کی یادیں بھلا کیسے بھلائیں ہم
وہ فرحت خیز نظارے ہمیشہ یاد آئیں گے!

سوانح

حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری ؒ

دُوسرا اڈیشن مع ترمیم و اضافہ

از مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ اس عہد آخر میں اولیائے کاملین کا نمونہ شریعت و طریقت کے جامع، احسان و تصوف کے امام اور تربیت و تزکیۂ نفس کے رموز آشنا تھے ان کے فیضِ صحبت و تربیت و اصلاح وارشاد سے ہندوستان و پاکستان کے لاکھوں مسلمانوں کو فائدہ پہونچا اپنے حلقۂ اثر کی وسعت و عمومیت اور مختلف طبقوں اور متنوع حلقوں کی نمائندگی اور عصر جدید کے رجحانات اور تقاضوں کی واقفیت کے لحاظ سے وہ اپنے معاصرین میں ممتاز و فیض تاثیر مقبولیت اور معرفت و سلوک کے شعبہ میں اولیائے متقدمین کی یادگار تھے۔

۳۵۲ صفحہ کی اس کتاب میں حضرت مولانا رائے پوری کی سیرت اور شخصیت ان کے نمایاں صفات انکا انداز تربیت، توازن و جامعیت، تعلق و خلوص و محبت ہر چیز زندہ و متحرک بن کر سامنے آگئی ہے۔ قیمت مجلد چھ روپے۔ (علاوہ محصول ڈاک)

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام گوئن روڈ، لکھنؤ

آگ لگی ہے آگ .....!

مغربی تہذیب کی آگ اس وقت ساری دنیا میں لگی ہے اور دین دار سے دین دار گھرانہ اور شریف سے شریف سوسائٹی اس کی آنچ اور اس کی لپیٹ سے محفوظ نہیں یہ واقعہ جو درج ذیل ہے یہ دس سال پہلے کا ہے اور ایک مسلمان عرب ملک کا ہے۔ اس درمیان دنیا کہیں سے کہیں جا چکی ہے اور مغربی تہذیب کی آگ کے الاؤ اگل رہی ہے ——— (ایڈیٹر)

مصر کے سابق مفتی شیخ حسن مامون کی خدمت میں ایک خاتون آئیں اور آکر عرض کیا۔

"میرے شوہر مجھ کو اپنے دوستوں کے ساتھ بے باکانہ ملنے اور رقص کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ میں تمہارا شوہر ہوں اس لئے تمہاری ہر غلطی کی جواب دہی کا خدا کے سامنے میں جواب دہ ہوں۔ ایسی صورت میں میں کیا کروں۔ آیا اپنے شوہر کی بات مانوں اور شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کروں یا دین کے حکم کو مانوں اور شوہر کی اطاعت سے انکار کر دوں"

اس کو سن کر شیخ حسن مامون نے فرمایا۔

"گناہ کے سلسلے میں کسی بھی آدمی کی اطاعت جائز نہیں اور جو کوئی بھی گناہ کرے گا اس کی جواب دہی اسی کو کرنا پڑے گی"

اس سوال و جواب کو مصر کے ریڈیو نے نشر کیا جس کو سن کر سیکڑوں عورتیں جو دین دار ہیں لیکن اپنے شوہروں کی بے دینی اور آزادی کی وجہ سے سخت پریشان ہیں بے چین ہو گئیں۔ اور ان کا دینی جذبہ بے دار ہو گیا۔ ان عورتوں میں ایک خاتون ایسی بھی ہیں جو مصر کے مشہور اخبار "الجمہوریہ" کے دفتر پہونچیں اور اپنا دکھڑا سنا کر اس کے حل کی طلب گار ہوئیں، اس واقعہ کو پڑھئے اور اندازہ لگائیے کہ ایک ملک میں نہیں بلکہ ہر ملک میں مغربی تہذیب و تمدن نے گھروں میں کیسی آگ لگا رکھی ہے اور ہر گھرانے کو جہنم بنا رکھا ہے اور اسلام جیسی نعمت رکھنے والی ملت تک اس جال میں گرفتار ہو کر طرح طرح کی مصیبتوں کا شکار ہے۔

الجمہوریہ کے ایڈیٹر کامل الشناوی لکھتے ہیں کہ اس خاتون نے آکر مفتی صاحب کے اس واقعہ کا حوالہ دے کر اپنا واقعہ اس طرح سنایا۔

"میں ایک شریف اور تعلیم یافتہ گھرانے کی

خاتون ہوں، میری تعلیم و تربیت میرے دیندا والدین نے بڑے اہتمام سے کی تھی اور اپنی شادی ہونے تک میں نے ہرطرح کی آزاد روی اور بے باکی سے اپنی حفاظت کی تھی جب میری شادی ہوئی تو ایک سال تک مجھ میں اور میرے شوہر میں موافقت رہی۔ میں اکثر اپنے شوہر کے ہمراہ سنیما جاتی اور دوسری تفریح گاہوں میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ جاتے ایک سال کے بعد میرا شوہر مجھ کو اس بات پر مجبور کرنے لگا کہ میں کلب گھروں کے مخلوط مجمعوں میں شریک ہوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ رقص کروں، مجھ کو میرے شوہر نے ایسے رستے پر چلنے کے لئے مجبور کیا۔ جہاں میری عزت و حرمت کی دھجیاں اڑتی تھیں۔ میں برداشت نہ کرسکی۔ اور میں نے ایسے مجمعوں میں شرکت سے صاف انکار کردیا۔ میں ایک دین دار اور باعزت گھرانے کی بیٹی تھی۔ میں کب ایسی آزادی اور بے باکی کو برداشت کرسکتی تھی۔ میرے اس انکار سے میرا شوہر مجھ سے ناراض ہوگیا۔ اور مجھ کو طلاق کی دھمکی دی۔ لیکن جب اس کو معلوم ہوا کہ ایسی ذلیل زندگی سے میں طلاق کو بہتر سمجھتی ہوں تو اس نے دوسرا حربہ استعمال کیا۔ وہ اپنے دوستوں کو

اپنے ساتھ میرے گھر لانے لگا اور مجھ کو ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے پر مجبور کرنے لگا۔ اب میرے سامنے ایک ہی راستہ تھا کہ میں اپنے شوہر کے گھر کو چھوڑ کر اپنے ماں باپ کے گھر جا رہوں لیکن میرے شوہر نے میرے بچہ کو چھین کر مجھ کو بے بس کردیا۔ میں نے اپنے گھر والوں سے فریاد کی کہ مجھ کو اس کے ظلم کے پنجوں سے نجات دلائیں۔ لیکن سب نے یہ کہہ کر مجبوری ظاہر کی کہ قانون و مذہب دونوں لحاظ سے مجبور ہیں۔ مجھ کو مجبوراً پھر شوہر کے گھر رہنا پڑا۔

میں سوال کرتی ہوں کہ کیا حقیقتاً مذہب عورت کو اسی طرح مجبور کرتا ہے اور شوہر کی ہر حالت میں اطاعت کا حکم دیتا ہے اور کیا بیوی کو اس کی اجازت نہیں کہ وہ اپنے بے دین شوہر کی نافرمانی کرے جب کہ اس کا شوہر بیوی کو خلاف مذہب باتوں کے اختیار کرنے پر مجبور کرے، مجھ کو یقین ہے کہ میرا آبائی دین جو ظلم اور غلامی کے بندھن توڑنے آیا تھا ایسی مجبوری و بے بسی کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ وہ کبھی بھی کسی نیک خصلت عورت کو اس پر مجبور نہیں کرتا کہ وہ ظالم اور بے دین شرابی کے پنجے میں پھڑپھڑاتی رہے اور اس سے خلاصی نہ حاصل کرے میں آپ سے کہتی ہوں کہ آپ اس پیچیدہ مسئلہ کا حل ڈھونڈئیے اور سیکڑوں ان پاک طینت عورتوں کو ان کے بے دین اور ظالم

شوہروں سے نجات دلائیے جو اس طرح کی مجبوریوں میں زندگی گزار رہی ہیں۔"

کامل الشناوی نے اس واقعہ کے بعد اپنے اخبار میں لکھا ہے کہ اس طرح کی مشکلات ایک عورت کو پیش نہیں آرہی ہیں بلکہ سیکڑوں عورتیں ان میں گرفتار ہیں اور کون جانتا ہے کہ سیکڑوں مرد بھی اسی طرح کی مشکلات میں پھنسے ہوں۔

ہمارے حضورؐ

امۃ اللہ تسنیم

یہ کتاب بچوں کی قصص الانبیاء کا آخری حصہ ہے جو تقریباً ۱۵۰ صفحہ پر ہے حضورؐ کی سیرت پر نہایت آسان اور بہتر کتاب۔ قیمت ۱/۸۰

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

یہ کتابیں ضرور پڑھئے

ایک ہندوستانی صحابی	۰/۸۰	چالیس بدعتیں	۰/۶۲
فاتحہ کا صحیح طریقہ	۱/۰	شادی کی رسمیں	۰/۴۰
آلات جدیدہ کے احکام	۲/۲۵	محمد بن قاسم خوبصورت جیبی سائز	۰/۹۰
تزک تیموری (اردو)	۲/۵۰	رابعہ بصری	۱/۵۰
بہشتی زیور	۸/۰	جماعت مجاہدین	۸/۰
بدعت کیا ہے؟	۳/۰	اعمال قرآنی	۱/۲۵

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

سوانح
حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

مقدمہ: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

تالیف: مولانا سید محمد ثانی حسنی

داعی الی اللہ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی کی ایک ایسی مکمل اور مستند سوانح حیات جس میں خاندان کاندھلہ و جھنجھانہ کے حالات خصوصاً حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کا تذکرہ نیز تبلیغی جماعتوں کے مجاہدوں اور سفروں کی سرگذشت ہے اس کتاب کا ماخذ خود مولانا علیہ الرحمہ کے مکاتیب، اکابر تبلیغ کے خطوط، اور مستند ترین حضرات کی روائتیں اور سب سے بڑھ کر حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی تحریری یادداشتیں ہیں۔

یہ کتاب حضرت شیخ الحدیث کے حالات زندگی سے بھی مزین ہے۔ جن کو مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے مرتب فرمایا ہے۔

پوری کتاب مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی نگرانی میں لکھی گئی ہے۔

اول تا آخر سماعت کی ہے

یہ کتاب اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے صفحات ۹۲، سائز ۱۸×۲۲ قیمت ۱۰/-

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ ۱

اللہ تعالیٰ کی رضا کے ثمرات و ناراضگی کے اثرات

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے ثمرات اور ناراضی کی تباہ کاریاں بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

اذا رضی اللہ علی قوم امطرھم المطر فی وقتہ و جعل المال فی سمائھم و استعمل علیھم خیارھم واذا سخط علیھم و استعمل علیھم شرارھم وجعل المال عند بخلائھم و امطرھم المطر فی غیر حینہ و اذا سادا تقبل فاسقھم و کان زعیم القوم ارذلھم واکرم الرجل اتقاء شرہ فلینتظر ذا البلاء

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر راضی ہوتا ہے تو ان پر موسمی بارش برساتا ہے اور مال سخی قسم کے لوگوں کے پاس جمع کرتا ہے اور ان پر اچھے لوگوں کو حاکم بناتا ہے اور جب ان پر ناراض ہوتا ہے تو مال بخیلوں کے پاس اکٹھا کرتا ہے اور بے موسمی بارش برساتا ہے۔ جب فاسق آدمی قبیلہ کی چودھراہٹ کرتا ہے اور قوم کا لیڈر ان کا کمینہ شخص ہوتا ہے۔ محض آدمی کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کی جاتی ہے تو اس وقت بلاؤں اور مصیبتوں کا انتظار کرنا چاہیئے۔

نفیس الدین آفاقی

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خطبہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سب سے پہلے سرکاری خطبہ میں جو فصاحت و بلاغت اور ادب کا مرقع تھا حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

اے لوگو! بلاشبہ مجھے تمہارا والی و حاکم بنادیا گیا ہے اور میں تم سے کوئی بہتر نہیں ہوں۔ اگر مجھے حق پر دیکھو تو میری مدد کرو اور اگر مجھے باطل پر دیکھو تو مجھے درست کر دو۔ ایک روائت میں ہے اگر میں ٹیڑھ اختیار کر جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو۔ جب تک میں تم میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت فرض نہیں ہے

خبردار تمہارا طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے کمزور کا حق واپس نہ دلادوں اور تمہارا کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے۔ جب تک اس کو اس کا حق نہ لے دوں میں اپنی یہ بات کہتا ہوں، تمہارے اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔"

قیصر روم کا قاصد دربار فاروقی میں

ایک دفعہ قیصر روم نے اپنا ایک قاصد حضرت عمرؓ کے پاس حالات

دیکھنے اور آپ کے معمولات کا مشاہدہ کرنے کے لئے بھیجا، جب وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو اس نے وہاں کے باشندوں سے دریافت کیا کہ تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہمارا بادشاہ نہیں ہے بلکہ ہمارا تو ایک امیر ہے جو مدینہ منورہ سے باہر کی جانب گئے ہیں۔ قاصد ان کی تلاش میں باہر نکلا اور حضرت عمر رضی کو گرم ریت پر درے کو سر کے نیچے تکیہ کی طرح رکھ کر سوئے ہوئے تھے اور پیشانی سے پسینہ بہہ بہہ کر زمین بھیگ گئی تھی۔ جب اس نے حضرت عمر رضہ کو اس حالت میں کھلے میدان میں سویا ہوا دیکھا تو اس کے دل پر ہیبت طاری ہو گئی، اور اس نے کہا کہ دیگر بادشاہوں کو ایک پل بھر کے لئے قلعوں میں سکون اور چین حاصل نہیں ہوتا اس کی مصیبت اس قدر زیادہ ہے اور تمہاری یہ حالت ہے۔ لیکن اے عمرؓ تو نے انصاف کیا ہے جہاں تمہیں بے خبر نیند آگئی۔ بلا خوف و خطر وہاں سو گئے۔ لیکن ہمارا بادشاہ چونکہ عوام پر ظلم کرتا ہے اس لئے اسے مضبوط قلعوں میں بھی نیند نہیں آتی۔ یعنی فاروق اعظم کی یہ مقبولیت و ہر دلعزیزی بے خوفی محض عدل و انصاف اور مساوات کے بھرپور لبریز ہونے کی وجہ سے ہے۔

رعیت کا پاسبان

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ میں آپ کے پاس چلا گیا۔ فرمایا عبدالرحمن آج مدینہ کے باہر ایک قافلہ آ کر ٹھہرا ہوا ہے۔ وہ سفر کی وجہ سے تھکا ماندہ ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اپنی تھکان راہ اور صعوبات سفر کی وجہ سے غفلت کی نیند نہ سو جائے اور ان کے اموال سے کوئی چور کوئی شے نہ چرا لے۔ بہتر ہوگا کہ ہم آج اس کی نگہبانی و حفاظت کریں۔ چنانچہ رات کی تاریکی میں ہم دونوں وہاں پہونچ گئے جب وہاں پہونچے تو مجھے بھی سو جانے کا حکم دیا۔ اور خود رات بھر اس نووارد قافلہ کی پاسبانی کرتے رہے اللہ اللہ کس قدر عوامی ہمدردی، رعیت کی دیکھ بھال اور خدمت خلق کا جذبہ تھا۔

دیانتداری کی انتہا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ۔ جو اموی خلیفہ ہونے کی وجہ سے باوصف اپنی عدل گستری اور انصاف پروری کی وجہ سے خلفاء راشدین میں گردانے گئے ہیں۔ ایک رات کو چراغ کی روشنی میں رعیت کے امور و معاملات دیکھ رہے تھے۔ اچانک غلام آگیا اس گھر کے کسی ذاتی کام کا بکھیڑا شروع کر دیا۔ آپ نے اسے چراغ گل کرنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا یہ چراغ مسلمانوں کے بیت المال کے تیل سے جل رہا ہے اب رعیت کے کاموں کے علاوہ سے ذاتی کام کے مصرف میں نہیں لایا جا سکتا۔

شعراء کے وفود سے گفتگو

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ایک خالص مسلمان حکمران اور خلیفہ تھے اس لئے دیانت، امانت اور اسلامی آداب زندگی کو بڑی شدت سے اختیار کیا ہوا تھا۔ بیت المال کا ایک پیسہ بھی ادھر ادھر نہیں ہونے دیتے۔ شعراء جو عموماً اپنے فن تخلیق کی وجہ سے خلفاء و سلاطین کو خوب خوب لوٹا کرتے تھے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے انھیں کبھی منہ نہیں لگایا اور اپنے دربار میں آنے کی اجازت نہیں دی۔ چنانچہ آپ کے

صاحبزادے بیان کرتے ہیں:۔

کہ جب آپ کے پاس شعراء کے وفود آتے تو انھیں اپنے یہاں باریاب ہونے کی اجازت نہ دیتے بلکہ اپنے بیٹے سے کہتے کہ جاؤ ان سے کہہ دو کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن یعنی قیامت کے عذاب سے ڈر لگتا ہے یعنی اگر میں یوں الوان تلون پر بیت المال صرف کر دوں تو قیامت کے روز خدائے تعالیٰ کی گرفت اور شدید پکڑ سے نہیں بچ سکتا۔ لہٰذا آپ واپس تشریف لے جائیں۔

میں نے اول کو اختیار کر لیا ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ بیٹے تھے۔ جب قریب الموت ہوئے تو سب کو اپنے یہاں بلایا۔ اور ان میں نظر کو نیچے اوپر کیا۔ حتی کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اور فرمایا۔ میری جان ان نوجوانوں پر قربان ہو۔ جنھیں میں خالی ہاتھ چھوڑ رہا ہوں یعنی ان کے لئے مال و متاع کا کوئی ترکہ نہیں چھوڑا۔ میرے بیٹو! اب میرے سامنے دو ہی صورتیں ہیں۔ اولاً تم تنگ دست رہو۔ ناجائز مال تمھیں نہ دوں اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ ثانیاً تمہیں جائز و ناجائز بہت سا مال دیدوں اور اس کے عوض تمہارا باپ جہنم میں داخل ہو جائے۔ میں نے پہلی صورت کو اختیار کر لیا ہے۔ میرے بیٹو! میں نے تمہارا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے وہ تمہیں ہر قسم کے شر سے بچائے گا وہی تمہارا رازق و حافظ ہے اور وہ ہمیشہ نیک لوگوں کی دستگیری و پشت پناہی فرماتا ہے۔

عفو و درگزر

حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کا زرخرید غلام ایک طشت میں ان کے ہاتھ دھلا رہا تھا کہ ان کے ہاتھ میں لرزش پیدا ہوئی اور لوٹا چھوٹ کر طشت میں جا گرا۔ پانی کے چھینٹے اڑ کر امام صاحب کے چہرے پر جا پڑیں۔ حضرت امام جعفر صادقؓ کو اس گستاخی و سوء ادبی پر بہت غصہ آیا۔ اور غضب آلود نظروں سے اپنے غلام کو دیکھنا شروع کیا۔ غلام نے کہا۔

کہ اے آقا اللہ تعالیٰ غصہ کو پی جانے کا حکم دیتا ہے۔"

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا۔ جا میں نے تجھے معاف کر دیا۔ پھر اس نے کہا کہ:۔

اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے:

امام صاحب نے فرمایا۔ جاؤ میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے تجھے آزاد کر دیا۔

نور الایمان
از: مولانا حکیم سید عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ
سوال و جواب کے پیرائے میں
عقائد و اعمال اور اخلاق نبوی پر
مختصر سی کتاب۔ قیمت ۴ر
ملنے کا پتہ
مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

ان سے بچئے

افاداتِ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

ایسے معاصی (گناہوں) کے بیان میں کہ ان کے بچنے سے بفضلہ تعالیٰ قریب قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے۔

۱۔ ایک ان میں سے غیبت ہے، اس سے طرح طرح کے مفاسد (خرابیاں)، دنیوی و اخروی (دنیا و آخرت کے) پیدا ہوتے ہیں۔ جیسا ظاہر ہے اس میں بہت مبتلا ہیں۔ اس سے بچنے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ (سخت)، نہ کسی کا تذکرہ کرے نہ سنے نہ اچھا نہ برا۔ اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے ذکر کرے تو اپنا ہی کرے۔ اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے جو اوروں کے ذکر کرنے کی فرصت اس کو ملتی ہے۔

۲۔ ایک ان میں ظلم ہے خواہ مالی ہو یا جانی یا زبانی مثلاً کسی کا حق مار لیا۔ قلیل یا کثیر۔ (تھوڑا یا بہت) یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی۔

۳۔ ایک ان میں اپنے کو بڑا سمجھنا اور اوروں کو حقیر سمجھنا۔ ظلم و غیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ حقد (کینہ) و حسد اور غضب (غصہ) وغیرہ۔

۴۔ ایک ان میں غصہ ہے کبھی نہیں یاد ہے کہ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں۔ کیونکہ حالتِ غضب میں قوتِ عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا جو بات ناگفتنی (نہ کہی جانے والی) تھی۔ وہ منہ سے نکل گئی۔ جو کام ناکردنی (نہ کئے جانے والا) تھا وہ ہاتھ سے ہو گیا۔ بعد غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا۔ کبھی کبھی عمر بھر کے لئے صدمہ میں گرفتاری ہو جاتی ہے

۵ ایک ان میں غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ (تعلق)، رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لئے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطۂ تحریر سے خارج ہیں۔

دنیا کی بے ثباتی

از خیر النساء بہتر مرحومہ

اے مومنو! ہشیار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں — سوتے ہو کیوں بیدار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
کرنا جو ہے کر لو ابھی کیا زندگی کا آسرا — کیوں رکھتے سر پہ بار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
دنیا پہ تم نازاں نہ ہو، ہیں چار دن کے یہ مزے — تم اس سے بس بیزار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
ہو عیش یا آرام ہو جو کچھ بھی ہو سب ہے فنا — مفلس ہو یا زردار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
جو کچھ کہ دیکھے ہم نے یاں وہ خواب تھا بھولا ہوا — کیوں دل نہ اس سے زار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
اس بے وفا کو چھوڑ دو رشتہ خدا سے جوڑ لو — رکھ یاد یہ ہشیار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
کوئی مکیں ہو یا مکاں ہو جائیں گے سب بے نشاں — باغ یا کہسار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
لاکھوں برس کوئی جئے آخر کو پھر ہوگا فنا — ہو نیک یا بدکار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
باغ جہاں اب خار ہے کیوں دل نہ ہو اس سے حزیں — کیوں ہم کو اس سے پیار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
کچھ فکر بھی ہے اب تمھیں جانا ہے حق کے روبرو — اب اس سے استغفار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
غافل نہ ہشیار ہو تم کو سمجھ کب آئے گی — لو اب اٹھو تیار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
ہے جائے عبرت مومنو! ہے جائے حسرت مومنو! — کیوں رکھتے یاں بازار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
مومن یہاں برباد ہیں کافر جو ہیں آباد ہیں — سن لو تم اب ہشیار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
سمجھے ہو تم جو گل اسے یہ گل نہیں ہے خار ہے — کیوں کر یہ اب گلزار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
جائے اماں ہوتی اگر رہتے یہیں پر شاہِ دیں — پھر کیوں نہ اس سے عار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
سمجھو وطن اپنا عدم دنیا سے کچھ رکھو نہ کام — وہ مسکنِ کفار ہے جو آج ہے وہ کل نہیں
مٹنے سے پہلے ہی یہاں دیتی ہے یہ دم میں مٹا — بس گل ہو یا کہ خار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
باغ و چمن میں بھی اگر دیکھو تو پنہاں ہے خزاں — کیا اس میں دل گلزار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
دکھلا کے یہ اپنی جھلک کرتی ہے غم میں مبتلا — پھر کس پہ یہ اظہار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں
کل سے میں بےکل ہوں یاں کل کا نہیں لگتا پتا — بےکل نہ کیوں بیمار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں

راحت اگر بہتر نہیں آتی ہے روز آفت اگر
اس سے نہ دل انکار ہو جو آج ہے وہ کل نہیں

تصانیف حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تبلیغی نصاب (عکسی)

جس میں حسب ذیل ۷ کتابیں یکجا جمع کردی گئی ہیں

حکایات صحابہ — فضائل رمضان — فضائل قرآن مجید

فضائل نماز — فضائل تبلیغ — فضائل درود شریف — فضائل ذکر

یہ ۷ کتابوں کا مکمل سٹ قیمت مجلد صرف ۱۰ روپیہ ہے

خصائل نبوی اردو ترجمہ شمائل ترمذی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے معمولات اور ان کے ضمن میں سیکڑوں حدیثوں کو جمع کردیا گیا ہے۔ قیمت مجلد ۲/۔ غیر مجلد ۱/۶۰

اسلامی سیاست والاعتدال فی مراتب الرجال حضرت شیخ مدظلہ کا مفصل خط اپنے ایک شاگرد رشید کے نام جس میں سیکڑوں احادیث، صحابہ کرام و اولیاء اللہ کے واقعات ہیں جن سے علماء و عوام کی باہمی الفت اور امت کے مختلف طبقات میں اختلاف کے باوجود کس طرح آپس میں جوڑ پیدا کیا جائے اس کی پوری تفصیل قرآن و حدیث سے بیان کی ہے۔ قیمت تین روپے پچاس پیسے۔

فضائل درود شریف اس کتاب میں درود شریف کے بے شمار فضائل اور عاشقان رسول کے عشق و محبت کے سیکڑوں قصے درج کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ۱/۷۵

فضائل صدقات اس کتاب میں سات ابواب ہیں:۔ (۱) خدا کی راہ میں خرچ کے فضائل (۲) بخل کی خرابیاں (۳) صلہ رحمی (۴) زکوٰۃ (۵) زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر عذاب (۶) زہد و قناعت (۷) عبرت خیز حکایات۔ قیمت ۷/۵۰

حیاۃ الصحابہ اردو تالیف حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ۔ صحابہ اکرام کی دعوت، اسلام کے لئے محنت و جد و جہد، ان کے سرفروشانہ مجاہدات مخصوص صفات کمالات پاکیزہ خیالات، واقعات، فقر و صبر زہد و قناعت اور ایمان و یقین سے متعلق احادیث و قصص کا وہ دلکش مجموعہ ہے جس کے پڑھنے سے عہد رسالت و خلافت راشدہ کے چلتے پھرتے عملی نمونے دل و دماغ میں سما جاتے ہیں۔ قیمت حصہ اول و دوم، سوم ۱۰/۔ حصہ چہارم پنجم ششم، ہفتم ۱۲/۔ حصہ ہشتم، نہم، دہم ۱۲/۔ (علاوہ محصول ڈاک)

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

سوال وجواب

حافظ محمد صالح صدیقی شاہ گنج ڈیرہ دون

س۔ ایک شخص جس پر قربانی واجب تھی ۱۲ ذی الحجہ گذر گئی وہ کسی عذر سے قربانی نہ کرسکا۔ اب وہ کیا کرے۔

ج اگر قربانی کے لئے جانور خرید لیا تھا تو وہی جانور خیرات کردے ورنہ ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کردے

س ساتوں آدمی کسی عذر سے ۱۲ ذی الحجہ تک قربانی نہ کرسکے کیا اب وہ ساتوں مل کر ایک بھینس کی قیمت صدقہ کرکے مواخذہ سے بچ سکتے ہیں؟

ج ہر ایک کو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کرنا چاہیے۔ اگر گائے یا بھینس خرید لی تھی تو اسی کو خیرات کردینا کافی ہے۔

س ایک شخص صاحب نصاب ہے اس کے چار بچے ہیں۔ بیوی ہے وہ ہر سال ایک قربانی اس طرح کرتا ہے۔ ایک سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ دوسرے سال اپنی طرف سے۔ پھر تیسرے سال بیوی کی طرف سے پھر باری باری بچوں کی طرف سے۔ پھر کچھ مردوں

مولانا محمد اسحٰق صاحب سندیلوی

کی طرف سے۔ پھر جب اس کی بنائی ہوئی فہرست مکمل ہو جاتی ہے تو پھر حضورؐ سے شروع کرتا ہے یا یہ کہہ کر قربانی کا سلسلہ بند کردیتا ہے کہ ہمارے یہاں سب کی طرف سے قربانی ہوگئی۔ کیا اس طرح وہ اپنی واجب قربانی سے چھٹکارا پاسکتا ہے؟ اور اس کا اس طرح قربانی کرنا کیسا ہے؟

ج۔ اس طرح واجب نہیں ادا ہوگا۔ اور ترک واجب کا گناہ ہوگا۔

س۔ کیا قربانی کی کھال کی قیمت سے عربی یا غیر عربی مدارس کے مدرسین کو تنخواہ دی جاسکتی ہے یا مدرسہ کی عمارت یا مسجد یا عیدگاہ کی مرمت پر یہ رقم خرچ کی جاسکتی ہے بعض لوگ یوں تاویل کرتے ہیں کہ ہمارے مدرسہ میں مستحق زکوٰۃ نادار طلباء تعلیم پاتے ہیں تعلیم دینی ہو یا دنیاوی ان کی ضروریات ہے ہم ان کی ضرورت پورا کرتے ہیں۔ اور اسی ضرورت کو پورا کرنے کی اجرت، مدرس کو تنخواہ دیتے ہیں۔ گویا کہ وہ رقم ہم انھیں نادار طلباء پر خرچ کرتے ہیں۔ ایسے ہی مدارس کی عمارت پر خرچ کرنا نادار و محتاج طلباء کی ضرورت